اِک دیا اور بجھا ۔۔۔۔

ابھی سید ابوبکر غزنوی مرحوم و مغفور کی وفات سے اسلامی تعلیم کے حلقوں میں صف ماتم بچھی ہوئی تھی کہ یہ افلاک سے ایک اور حادثہ رُنما ہوا پروفیسر محمد اسلم ملک ۱۸ ر مئی ۱۹۷۶ء کو چون سال کی عمر میں عالم فانی سے رخصت ہوگئے انا للہ و انا الیہ راجعون ۔ وہ علامہ علاؤ الدین صدیقی صدر شعبہ اسلامیات پنجاب یونیورسٹی کے وائس چانسلر بن جانے کے بعد شعبہ اسلامیات کے صدر مقرر ہوئے ۔ اسی شعبہ سے وہ بیس سال منسلک رہے ۔ انہوں نے گورنمنٹ کالج لاہور سے ایم اے فلسفہ کا امتحان ۱۹۴۳ء میں پاس کیا ۔ ایک سال علی گڑھ یونیورسٹی میں رہے ۔ پاکستان بننے کے بعد لاہور آگئے ۔

تھوڑا عرصہ کاروبار کیا ، لیکن جلد ہی اورنٹیل کالج لاہور میں ایم اے عربی میں داخلہ لے لیا ۔ اور امتحان میں وہ اول درجہ میں کامیاب ہوئے ۔ اس کے بعد شعبہ اسلامیات پنجاب یونیورسٹی میں ایم اے اسلامیات میں داخلہ لیا ۔ اور امتحان میں نہ صرف اول درجہ میں کامیاب ہوئے ، بلکہ یونیورسٹی بھر میں اول بھی رہے ۔ انہوں نے "اسلام میں حدیث کا مقام" پر پی ۔ ایچ ۔ ڈی کے لئے دس سال کی ریسرچ کے بعد ایک مقالہ (THESIS) لکھا ۔ تینوں ممتحنوں نے اسے بہت سراہا اور جلد ہی پی ۔ ایچ ۔ ڈی کی ڈگری انہیں ملنے والی تھی ۔ پروفیسر ابوبکر غزنوی وائس چانسلر بہاولپور یونیورسٹی کی وفات کے بعد ملک صاحب کا نام بطور وائس چانسلر زیر غور تھا ۔

ملک صاحب کو اسلامی تعلیم کی ترقی سے خاص شغف تھا ۔ انہوں نے لاکھوں کا کاروبار چھوڑ کر محض اسلام سے محبت کی بنا پر تین سو روپے ماہوار کی نوکری بطور لیکچرار ۱۹۵۶ء میں قبول کی ۔ شعبہ اسلامیات کو پروان چڑھانے میں ملک صاحب کی خدمات بھی گراں قدر تھیں ۔ ان کے سینکڑوں شاگرد ہیں اور ان سب سے ان کا سلوک نہایت مشفقانہ ، ہمدردانہ اور مربیانہ ہوتا تھا ۔ وہ ان کی ہر حال میں ہر طرح سے مدد کرنا اپنا فرض منصبی سمجھتے تھے ۔ ان کی وفات سے اسلامی تعلیم کو شدید نقصان پہنچا ہے ۔

اللہ تعالےٰ انہیں اپنے جوار رحمت میں جگہ دے اور اپنی رحمتوں سے نوازے ۔

وَرَفَعنَا لَکَ ذِکرَک

قوّتِ غیب ـــــــــ اِنسانی لباس میں

ننھے بچے کی تربیت و پرورش کے لئے محسوس قوتوں میں سب سے بڑی قوت وہ ہے جسے باپ کہتے ہیں۔ لیکن کیا تماشا ہے کہ وہ بزور توڑ دیا گیا اور پیدا ہونے سے پہلے تر ہی توڑ دیا گیا۔ وہ آیا اور اس شان کے ساتھ آیا کہ جس کو لوگ پالنے والا کہتے ہیں۔ وہ مدینہ کے ایک میدان میں سویا ہوا تھا۔ سعد کے کنبے والو دوڑ دا ور اس بچے کو چھاتی سے لگاؤ، جس کے متعلق کہا جاتا ہے کہ اس کا کوئی نہیں۔

جن کے پاس سب کچھ تھا انہیں دھکیل دیا گیا۔ جس کی اونٹنی کا تھن خشک ہو چکا تھا اور خود جس کے پاس دودھ کا ایک قطرہ نہ تھا۔ کچھ نہ تھا، اسی نے اپنی گود میں اٹھا لیا۔ جب واپس کرنے آئی تو تماشے کا یہ کیسا دردناک حصہ تھا کہ ابواء کے ایک جھونپڑے میں اس بچہ کی تربیت و پرداخت کرنے والی دوسری قوت بھی ہمیشہ کے لئے گم ہو گئی۔

پیرومرد بوڑھا دادا اٹھتا ہے اور اس کے سر پر ہاتھ رکھتا ہے۔ لیکن قدرت جس کے ساتھ کچھ نہیں رکھنا چاہتی وہ اٹھتی ہے، اور اس کے ہاتھ کو بھی جھٹک دیتی ہے اب کوئی نہیں اس بچہ کا کوئی نہیں، اس کے پاس کچھ نہیں، ہاں بہت سے چچا ہیں۔ لیکن جن کے پاس بہت کچھ تھا انہوں نے آنکھ اٹھا کر بھی نہ دیکھا۔ ان میں جو سب سے نادار[1] تھا۔ اسی کے بچوں میں وہ ہل مل گیا۔ چچا نے نہیں بلکہ بھتیجے نے بکریاں چرا کر اس کو کچھ دیا اور اسی میں سے کچھ خود

---

[1] :۔ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بیان ہے کہ ابوطالب کے بچے کھانے پر اس طرح ٹوٹتے تھے کہ میں بھوکا رہ جاتا تھا۔ آخر میں ابوطالب نے ضیق معاش سے تنگ آکر اپنے بچوں کو تقسیم کر دیا تھا اور اسی تقسیم میں سیّدنا علی کرم اللہ وجہہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حصہ میں آئے۔